زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

زکوٰۃ سماجی فلاح و بہبود، انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے نان شبینہ سے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت ہوجاتی ہے اور اس طرح معاشرے میں نفرت و انتقام کی بجائے رواداری، بھائی چارہ، ہمدردی، احترام اور باہمی محبت و الفت کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والا اللہ کی رضا کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اس کے دل سے دنیوی جاہ وجلال اور مال و دولت کی محبت کی بجائے غرباء و مساکین سے محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح دولت بھی گردش میں رہتی ہے اور معاشرے کے پسے ہوئے طبقے کی مالی حالت بھی بہتر ہوجاتی ہے۔ مال و دولت کو گردش میں رکھ کر معاشرے میں یکسانیت پیدا کرنے کا یہ آفاقی نظام صرف دین اسلام کی خصوصیت و انفرادیت ہے جو اسے دیگر ادیان ومذاہب سے ممیز وممتاز کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے معاشرے کے مظلوم ومجبور طبقہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک مکمل نظام دیا ہے اور زکوٰۃ کی صورت میں نقد اور عشر کی صورت میں زمین سے پیدا ہونے والی اجناس پر مقررہ شرح سے آمدنی کا ایک حصہ امراء، اغنیاء اورصاحب ثروت وصاحب نصاب لوگوں پر قانوناً لاگو کرکے ضرورت مندوں کی کفالت کا بہترین اہتمام کیا ہے۔ زکوٰۃ کو دین اسلام کا بنیادی رکن بناکر خوشحال طبقے کے ذریعے بدحال اور بے روزگار طبقے کی مدد کا بہترین نظام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں قرآن وحدیث میں واضح ہدایات ارشاد فرماکر معاشرے کی ناہمواریوں اور قباحتوں کی ہمیشہ کے لئے بیخ کنی کردی ہے اور حلال ذرائع سے کمائی ہوئی دولت سے زکوٰۃ کی ادائیگی کو حصول برکت، روزی میں دگنا اضافہ اور دنیا وآخرت میں کامیابی اور سرخروئی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ کا معنی ومفہوم

لفظ زکوٰۃ کے لغوی معنی پاک ہونے، نشوونما پانے اور بڑھنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے اس میں کسی چیز میں اضافے، پاکیزگی، طہارت، بالیدگی، پھلنے پھولنے اور فروغ پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے ایسی کھیتی اور زمین جو بہت

زرخیز ہو، بہت بڑھ رہی ہو اور پھل پھول لا رہی ہو اس کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے: زَکَا الزَّرْعُ (کھیتی نے نشو ونما پائی)۔ اس معنی کے اعتبار سے لفظ زکوٰۃ کا اطلاق اس مال پر ہوتا ہے جسے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے اس کی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وانعام اور برکت شامل ہونے سے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت

قرآن کریم کے اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ایک ساتھ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ دین اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے۔ قرآن حکیم سے زکوٰۃ کی فرضیت کے چند مقامات درج ذیل ہیں:
قرآن حکیم کی سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا گیا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ. (البقرہ، ۲:۴۳)

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَاللہِ ط اِنَّ اللہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ. (البقرہ، ۲:۱۱۰)

''اور نماز قائم (کیا) کرو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو، اور تم اپنے لیے جو نیکی بھی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے حضور پا لو گے، جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ اسے دیکھ رہا ہے''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا گیا:

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْھِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا. (النساء، ۴:۱۶۲)

''اور وہ (کتنے اچھے ہیں کہ) نماز قائم کرنے والے (ہیں) اور زکوٰۃ دینے والے (ہیں) اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے (ہیں)۔ ایسے ہی لوگوں کو ہم عنقریب بڑا اجر عطا فرمائیں گے''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

قرآن حکیم کے وہ مقامات جہاں صرف زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نازل کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں: سورۃ المومنون میں ارشاد فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ. (المومنون، ۲۳:۴)

''اور جو (ہمیشہ) زکوٰۃ ادا (کرکے اپنی جان و مال کو پاک) کرتے رہتے ہیں''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَاللّٰهِ ج وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ. (الروم، ۳۰: ۳۹)

’’اور جو مال تم سود پر دیتے ہو تاکہ (تمہارا اثاثہ) لوگوں کے مال میں مل کر بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گا اور جو مال تم زکوٰۃ (وخیرات) میں دیتے ہو (فقط) اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو وہی لوگ (اپنا مال عنداللہ) کثرت سے بڑھانے والے ہیں‘‘۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اسی طرح سورۃ حٰمٓ السجدہ میں ارشاد فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ. (حم السجدہ، ۴۱: ۷)

’’جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہی تو آخرت کے بھی منکر ہیں‘‘۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس مشہور واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد منکرین زکوٰۃ کا فتنہ برپا ہوا تو خلیفۃ المسلمین امیرالمومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کمال جرات وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف اعلان جہاد فرمایا اور دورِ نبوت کی طرح اس کی ضرورت واہمیت کو برقرار رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو قرآن حکیم نے اسلامی حکومت کا فرض اولین قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ. (الحج، ۲۲: ۴۱)

’’(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے‘‘۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے قرآن حکیم کا وہ حکم قابل غور اور لمحہ فکریہ ہے جس میں قیامت تک منکرین زکوٰۃ اور عدم ادائیگی زکوٰۃ کرنے والوں کے خلاف سخت وعید ہے۔ سورہ التوبہ کی آیات میں ارشاد خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ.

(التوبہ، ۹: ۳۴)

سے) کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (یعنی لوگوں کے مال سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں اور دین حق کی تقویت و اشاعت پر خرچ کیے جانے سے روکتے ہیں)، اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ. (التوبہ، ۹: ۳۵)

''جس دن اس (سونے، چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور ان سے کہا جائے گا) کہ یہ وہی (مال) ہے جو تم نے اپنی جانوں (کے مفاد) کے لیے جمع کیا تھا سو تم (اس مال کا) مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہے تھے''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اسلامی معاشرے میں امراء، اغنیاء، صاحب ثروت اور صاحب نصاب افراد کے مالوں میں غرباء مساکین اور دوسرے نان شبینہ سے محروم افراد کو حقدار قرار دیا گیا ہے تا کہ مالدار لوگ غریبوں پر اپنا احسان جتلا کر ان کی عزت نفس کو مجروح نہ کرسکیں بلکہ یہ محسوس کریں کہ دینے والے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور لینے والے اپنا حق لے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں قرآن حکیم نے سورہ الذاریات میں ارشاد فرمایا:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ. (الذاریات، ۵۱: ۱۹)

''اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

كَادَالْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا ''قریب ہے غریبی کفر ہو جائے''۔ (بیہقی) کے مطابق غربت و افلاس ایک مسلمان کو کفر کی حالت تک لے جاسکتی ہے لہذا اس حد کو چھونے سے بچانے کے لئے دین اسلام نے مسلمان بھائیوں کے ذریعے ان کی ضرورت سے زائد مال کو دیگر ضرورت مندوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کا نظام دیا تا کہ وہ بھی اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کر کے اپنے دین پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا رہیں۔

جس کے بارے میں قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ. (البقرہ، ۲: ۲۱۹)

''اور (یہ لوگ) آپ ﷺ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرمادیں جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

مصاف زکوۃ

قرآن حکیم فرقان مجید میں آٹھ مصارف زکوۃ بیان کئے گئے ہیں جن کے مطابق صاحبِ نصاب زکوۃ کی ادائیگی کا فریضہ ادا کرکے اپنے فرض کی تکمیل اور مستحقین زکوۃ کو ان کا حق لوٹا کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا عملی پیکر بن سکتا ہے بلکہ نبی کریم ﷺ، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرکے ان نفوس قدسیہ کی رضا کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان میں سے کسی بھی مصرف میں زکوۃ دینے سے ادائیگی ہوجائے گی اور دینے والا اپنے شرعی فریضہ سے سبکدوش ہوجائے گا خواہ ایک پر صرف کرے یا زیادہ پر۔ قرآن حکیم کی آیت مبارکہ کی روشنی میں وہ مصارفِ زکوۃ یہ ہیں:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِی الرِّقَابِ وَالۡغَارِمِیۡنَ وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ. (التوبة، ۹: ۶۰)

’’بے شک صدقات (زکوٰۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والوں پر) اور مسافروں پر (زکوٰۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے)۔ یہ (سب) اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے‘‘۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اس آیت مبارکہ میں آٹھ مصارفین کا ذکر موجود ہے۔

۱۔ فقراء ۲۔ مساکین ۳۔ عاملین زکوۃ (زکوۃ اکٹھی کرنے والے) ۴۔ مولفۃ القلوب
۵۔ غلام کی آزادی ۶۔ مقروض ۷۔ فی سبیل اللہ ۸۔ مسافر

زکوۃ کی اہمیت۔ حدیث مبارکہ کی روشنی میں

حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیات کی تشریح و تفسیر میں صحابہ کرام اور قیامت تک آنے والی اپنی امت کو زکوۃ کی اہمیت سے آگاہ فرماتے ہوئے واضح ہدایات ارشاد فرمائی ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر ہم صحیح معنوں میں غربت و افلاس کا خاتمہ، اخوت و بھائی چارہ اور امن و امان کا ماحول پیدا کرسکتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

توخذ من اغنیاء ھم فترد علی فقراء ھم. (متفق علیہ)

''زکوۃ ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی''۔

اس حدیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ امراء کی دولت میں غرباء کا بھی حصہ تھا جو ان کا حق تھا جس پر وہ قبضہ جمائے بیٹھے تھے اور ان کو ان کا حق لوٹایا نہیں جا رہا تھا اسی لئے فرمایا ان کو ان کا حق امیروں سے لے کر غریبوں کو لوٹا دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارکہ میں یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِی المال لحقًا سوی الزکوۃ. (ترمذی) ''اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور بے نصیب کا بھی حق ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ امراء کے مالوں میں زکوۃ کے علاوہ بھی غرباء کا حق ہے۔ جیسے صدقات وخیرات، صدقات نافلہ اور صدقۂ فطر وغیرہ۔ احادیث مبارکہ میں زکوۃ اور دیگر صدقات نافلہ کی ادائیگی کو بخشش ومغفرت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک ایمان افروز متفق علیہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پیاسے جانوروں کی پیاس بجھانے سے انسان اجر عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے تو پھر اشرف المخلوقات انسانوں کے دکھ درد اور مصائب وآلام دور کر کے وہ کیوں دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی حاصل نہیں کر سکتا۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک بدکار عورت کی بخشش ہوگئی صرف اتنی بات پر کہ اس کا گزر ایک کتے کے قریب سے ہوا جو کنویں کے کنارے گیلی مٹی پر اپنا منہ مار رہا تھا، لگتا تھا کہ پیاس اسے مار دے گی، عورت نے اپنا موزہ (یا جوتا) اتارا، اسے اپنے دوپٹے سے باندھا۔ اس کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) اسی سے اس کی بخشش ہوگئی۔ عرض کی گئی کیا جانوروں کی خدمت میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے؟ فرمایا ہر دھڑکتے دل والی (زندہ) چیز کی خدمت میں اجر وثواب ہے''۔ (متفق علیہ)

اسی طرح جانوروں پر رحم اور ترس نہ کھانے والوں کی بھی حدیث مبارکہ میں سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو عذاب کی سخت وعید سنائی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشرف المخلوقات انسانوں اور اس سے بڑھ کر اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی استطاعت کے باوجود کفالت نہ کرنا، زکوۃ اور دیگر صدقات نافلہ سے محروم کر کے انہیں بے یار ومددگار چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے غیض وغضب اور ناراضگی کا عالم کیا ہوگا؟ یہ بھی بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا۔ جسے اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی، نہ اس کو کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی کہ زمین میں کیڑے مکوڑے کھا لیتی''۔

خواتین پر بھی زکوۃ فرض ہے۔ جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ وہ میکے سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے اسے زیورات دے کر مالک بنا دیا ہو تو ان زیورات کی زکوۃ کم از کم ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون

یعنی چالیسواں حصہ اور جن زیورات یا سونا چاندی کا مالک مرد ہو یعنی عورت کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہو اسے مالک نہ بنایا ہو تو ان زیورات کی زکوۃ مرد کے ذمہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم)

یہی وجہ ہے ترمذی شریف کی روایت ہے دو عورتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم انکی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ عورتوں نے عرض کیا جی نہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ عورتوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو پھر تم ان زیورات کی زکوۃ ادا کیا کرو۔ (جامع ترمذی)

زکوۃ کا بہترین مصرف۔۔منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن تعلیم، صحت اور فلاح عام کے منصوبہ جات پر کام کررہی ہے اور دنیا بھر کے پریشان حال اور افلاس زدہ لوگوں کی مدد کرنے میں پیش پیش ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ MWF پاکستان میں 573 اسکولوں، 41 کالجز میں غریب و متوسط طبقے کے تقریباً ایک لاکھ اٹھارہ ہزار طلبہ و طالبات کو زیور تعلیم سے آراستہ کررہی ہے اور ہزاروں طلبہ و طالبات ان تعلیمی اداروں میں مفت تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

اسی طرح صحت کے میدان میں ملک بھر کی 107 فری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں ہزاروں مریضوں کو مفت علاج معالجہ کی سہولت حاصل ہے اور 25 شہروں اور دیہی علاقوں میں منہاج فری ایمبولینس سروس فراہم کی گئی ہے۔

ہر سال 100 سے زائد غریب، نادار اور یتیم بچیوں کی شادیاں کرائی جاتی ہیں اور قدرتی آفات کے متاثرین کو ہر ممکن مدد بہم پہنچائی جاتی ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا سب سے بڑا منصوبہ یتیم اور بے سہارا بچوں کا ادارہ ''آغوش'' ہے۔ 500 بچوں پر مشتمل لاہور ٹاؤن شپ میں اس کی بڑی خوبصورت و جدید خطوط پر پانچ منزلہ عمارت کی تعمیر کا آغاز نومبر 2008ء میں ہوا۔ جس کی اس سال تین منزلیں تیار ہوچکی ہیں اور دو منزلیں ابھی تیار ہونا ہیں۔

اس وسیع پروجیکٹ کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وسیع پیمانے پر فنڈز اور مالی معاونت کی ضرورت ہے۔ لہذا منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن منتظر ہے کہ زیادہ سے زیادہ مخیّر حضرات اس کار خیر میں حصہ لیں۔

اسلام میں یتیموں کی مدد اور سرپرستی کرنے کی بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا روز قیامت ساتھ ساتھ ہوں گے (اور یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی انگشتہان مبارک کو ملا کر اس قربت کا اظہار فرمایا)''۔

لہذا آیئے! منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے عظیم الشان منصوبہ جات کے لئے اپنی زکوۃ اور عطیات مختص فرما کر بروز حشر تاجدار کائنات ﷺ کی قربت حاصل کرکے اپنی نجات کا سامان کیجئے۔